© rasailojaraid.com

مولانا ارشاد الحق صاحب
ادارہ علوم اثریہ لائل پور

قسط نمبر ۷
گذشتہ سے پیوستہ

احسن الکلام

لیکن مولانا صفدر صاحب ابو الزبیر کا عنعنہ صحت حدیث سے منافی خیال نہیں کرتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"یہ سوال باطل ہے۔ اولاً اس لیے کہ حافظ ابن القیم لکھتے ہیں۔ کہ جمہور محدثین ابو الزبیر کی معنعن حدیثوں کو صحیح سمجھتے ہیں۔ ثانیاً پہلے توجیہ النظر کے حوالہ سے نقل کیا جا چکا ہے کہ ابو الزبیر کا شمار ان مدلسین میں ہوتا ہے جن کی تدلیس مضر نہیں۔ ایک سند یوں آتی ہے۔ عن ابی الزبیر عن ابی سعید الخ امام دارقطنی لکھتے ہیں ھذا اسناد صحیح ثالثاً عبد اللہ بن شداد وغیرہ اس کے ثقہ متابع موجود ہیں۔"

احسن الکلام صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶ ج ۱۔

ان یہ تینوں جواب صحیح نہیں۔ نمبروار ان کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

ابو الزبیر کا عنعنہ صحت حدیث کے منافی ہے یا نہیں۔ تو اس سلسلہ میں ائمہ فن بلکہ خود علمائے احناف کی تصریحات گذر چکی ہیں۔ جس سے ایک منصف مزاج بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ ابو الزبیر کی تدلیس کا کیا حکم ہے۔ اور حافظ ابن قیم کا یہ فرمانا کہ "جمہور محدثین ابو الزبیر کی معنعن حدیثوں کو صحیح سمجھتے ہیں" کہاں تک مبنی بر حقیقت ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ جمہور ہیں کون؟ کیا مولانا صفدر صاحب یا ان کے ہم نوا یہ زحمت فرمائیں گے کہ ذرا ان محدثین کی نشان دہی فرمائیں جنہوں نے "ابو الزبیر" کے عنعنہ کو قبول کیا ہے۔ ہم بادلائل ثابت کر آئے ہیں۔ کہ امام نسائی، امام ابن حزم، حافظ عبد الحق، علامہ ذہبی، علامہ ماردینی، حافظ قرشی، حافظ الحلبی، حافظ ابو محمود مقدسی حافظ ابن حجر، حافظ الخزرجی، علامہ سیوطی اور علامہ شوکانی ایسے محدثین اور ائمہ فن نے اسے مدلس کہا ہے۔ اور اس کے عنعنہ پر کلام کیا ہے۔ بلکہ حافظ ذہبی اور حافظ قرشی نے توصحیح مسلم میں ابو الزبیر کی معنعن روایات پر بھی تنقید کی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا صفدر صاحب کی خدمت میں بصد اداب گزارش ہے۔ کہ از راہ کرم تبلائیں۔ "جمہور" کتنے ہیں جو ابو الزبیر کی تدلیس کو مضر نہیں سمجھتے۔ مجھے اپنی بے بضاعتی کا پورا پورا احساس ہے۔ اور محدود مطالعہ کا فکر بھی ہمہ وقت دامن گیر رہتا ہے۔ تاہم یہ یقین سے کہتا ہوں۔ اور اپنے اس دعویٰ میں کسی قسم کا باک محسوس نہیں کرتا کہ محدثین میں بجز امام حاکم کے کسی نے ابو الزبیر کی تدلیس سے انکار نہیں کیا۔ حافظ ابن حجر ان کے اس انکار کے متعلق فرماتے ہیں "ووهم الحاكم في كتاب علوم الحديث فقال في سند فيه رجال غير معروفين بالتدليس ووصفه النسائي وغيره بالتدليس" (طبقات المدلسین)

بلاشبہ علامہ ابن قیم ابو الزبیر کی تدلیس کو مضر خیال نہیں کرتے۔ لیکن تدلیس کے متعلق ان کا انداز فکر انتہائی عجیب ہے۔ جب کہ ابن اسحاق کی تدلیس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اما قولكم انه لم يصرح بسماعه من يعقوب فعلى تقدير العلم بهذا النفي لا يخرج الحديث عن كونه حسناً فانه قد لقي يعقوب وسمع منه وفي الصحيح بعنعنة المدلس كابي الزبير" الخ (تهذيب السنن ص $\frac{97}{98}$ ج ۷)

یعنی یہ بات کہ ابن اسحاق نے یعقوب سے سماع کی تصریح نہیں کی۔ تو اس بات کو تسلیم کر لینے کے باوجود کہ ابن اسحاق نے یعقوب سے یہ روایت نہیں سنی۔ یہ روایت درجہ حسن سے ساقط نہیں۔ جب کہ ابن اسحاق کی ملاقات اور سماع یعقوب سے ثابت ہے۔ مزید یہ کہ صحیح میں مدلسین کی معنعن روایات سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ابو الزبیر وغیرہ ہیں۔

اصول حدیث سے معمولی واقفیت رکھنے والا طالب علم بھی سمجھتا ہے۔ کہ حافظ ابن قیم کا یہ جواب صحیح نہیں۔ وہ اس کی کمزوری و خامی سے بخوبی واقف ہے۔ اور پھر ابن اسحاق کی تدلیس کے جواب میں صحیحین کے مدلسین کی معنعن روایات سے استدلال بھی "جمہور" ائمہ اصول کے خلاف ہے۔ جب کہ صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات سماع پر محمول ہیں۔ جس کی صراحت مولانا صفدر صاحب نے احسن الکلام میں ص ۲۰۱ ج ۱ میں بھی کی ہے۔

یہی نہیں بلکہ بعض مقامات پر خود حافظ ابن قیم ہی ایک حدیث کو معلول قرار دیتے ہوئے ابو الزبیر کی تدلیس کو بھی علت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ زاد المعاد ہی میں حدیث "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الكلب والسنور الا كلب الصيد" پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"وقد اعله ابن حزم بان ابا الزبیر لم یصرح فیه بالسماع عن جابر وھو مدلس ولیس من روایۃ اللیث عنه" (زاد المعاد مع ابن ھشام ۴۳۵/۲)

پھر یہاں یہ بھی ملحوظ خاطر رہے۔ کہ اس روایت کو امام احمد نے حسن بن ابی جعفر کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ حافظ ابن قیم ان کے جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ علت صحیح نہیں۔ جب کہ حجاج بن محمد بھی اسے روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن قیم کا امام احمد کی بیان کی ہوئی علت کا جواب دینا لیکن حافظ ابن حزم کی بیان کی ہوئی علت پر سکوت کرنا اس بات کا قرینہ ہے۔ کہ وہ اس تعلیل سے متفق ہیں۔

ہماری ان گزارشات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اولاً حافظ ابن قیم کی رائے ابوالزبیر کے متعلق مسترد ہے۔ ثانیاً مدلسین کی معنعن روایات کے متعلق ان کا انداز فکر جمہور اہل علم سے مختلف اور نرالا ہے۔ ثالثاً ان کا یہ قول کہ "جمہور محدثین ابوالزبیر کی معنعن حدیثوں کو صحیح سمجھتے ہیں" دعوے بلا دلیل ہے۔ اور ایسی بے معنی بات علمی دنیا میں سنتا کون ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی یہ غلط فہمی دراصل اس بات پر مبنی معلوم ہوتی ہے۔ کہ صحیح مسلم میں ابوالزبیر کی معنعن روایات منقول ہیں۔ اس لیے اس کی تدلیس مضر نہیں۔ حالانکہ فی الواقعہ یہ اصول ہی صحیح نہیں۔ جیسا کہ ہم ابھی اشارہ کر آئے ہیں۔ وللتفصیل موضع آخر۔

(۲) مولانا صفدر صاحب کا دوسرا سہارا توجیہ النظر کی عبارت ہے۔ جسے انہوں نے بالتفصیل ص ۲۰۱، ۲۰۲ پر نقل کیا ہے۔ لیکن کاش سے

کوئی تو بہر خدا ان سے یہ پوچھے جا کر
یہ ستم کس لیے عاشق پہ روا رکھا ہے

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم یہاں پہلے ان کی مکمل عبارت نقل کر دیں۔ پھر ان کے اس دعوے کی حقیقت کی نقاب کشائی کریں گے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"علامہ جزائری علامہ ابن حزم سے محدثین کا ضابطہ بیان کرتے ہوئے ان مدلسین کی فہرست بتاتے ہیں۔ جن کی روایتیں باوجود تدلیس کے صحیح ہیں۔ اور ان کی تدلیس سے صحت حدیث پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ان مدلسین میں جلیل القدر محدث اور مسلمانوں کے امام شامل ہیں۔ جیسے حسن بصری، ابواسحاق السبیعی۔ قتادہ بن دعامہ، عمرو بن دینار، سلیمان الاعمش، ابوالزبیر، سفیان ثوری۔ ادبہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سفیان بن عیینہ وغیرہٗ الخ۔ (احسن الکلام ص ۲۰۱ و ۲۰۲ ج ۱)

ہمیں افسوس ہے کہ مولانا صفدر صاحب نے یہاں بھی دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ اور علامہ جزائری کے نام سے محض اپنا کام نکال کر مبتدی حضرات کی آنکھوں میں اپنے دجل کی دھول جھونکنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ اے کاش مولانا صاحب، حافظ ابن حزم کا بتایا ہوا "محدثین کا ضابطہ" بھی بیان کر دیتے۔ تاکہ اس "ضابطہ" کی قلعی کھل جاتی۔ آیئے! اب ذرا اس کی حقیقت بھی سن لیجیے۔ حافظ ابن حزم نے مدلسین کی دو قسمیں کی ہیں:۔

(۱) مدلس حافظ عادل ہو۔ جو کبھی روایت متصل بیان کرے، اور کبھی مرسل، کبھی برسبیل تذکرہ اسے بیان کرے، کبھی بطور مناظرہ یا فتوے، اور اس کی سند بیان نہ کرے۔ یا کبھی بعض راویوں کو ذکر کرے اور کبھی انہیں حذف کر دے۔ تو اس کی تمام روایات مقبول ہونگی خواہ اخبرنا کہے یا روایت معنعن ذکر کرے۔ اس نوع میں قتادہ، ابو اسحاق، ابو الزبیر، سفیان وغیرہ کو شمار کیا ہے۔

(۲) اگر مدلس قصداً دھوکا دینے کے لیے عنعنا سے تدلیس کرے۔ تو اس کی کوئی حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔ خواہ وہ سماع کی تصریح کرے یا نہ کرے۔ مثلاً حسن بن عمارہ۔ شریک القاضی۔

یہ ہے اس ضابطہ کا خلاصہ، جسے علامہ الجزائری نے توجیہ النظر صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ اور علامہ ابن حزم نے الاحکام فی اصول الاحکام ص ۱۴۱، ۱۴۲ ج ۲ میں ذکر کیا ہے۔ اہل علم خدا را انصاف فرمائیں۔ کہ مدلسین کے متعلق کیا یہی "محدثین کا ضابطہ" ہے۔ اصول حدیث کا معمولی طالب علم سمجھتا ہے۔ کہ یہ حافظ ابن حزم کی ظاہریت ہے۔ محدثین کا "ضابطہ" نہیں۔ خطیب بغدادی تدلیس کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"التدلیس للحدیث مکروہ عند اکثر اہل العلم"

مولانا ظفر احمد تھانوی فرماتے ہیں۔

"قال قاضی القضاۃ الحافظ ابن حجر وحکم من ثبت عنہ التدلیس اذا کان عدلا ان لا یقبل منہ الا ما صرح فیہ بالتحدیث علی الاصح" (انہاء السکن ص ۴۵)

یعنی اکثر محدثین کے نزدیک تدلیس مکروہ ہے۔ اور اصح قول یہی ہے۔ کہ مدلس خواہ عادل ہو۔ اس کا عنعنہ قبول نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ہے وہ "ضابطہ" جو محدثین کے ہاں معروف ہے۔

حافظ ابن حزم دیگر مسائل کی طرح اس اصولی مسئلہ میں بھی محدثین کے ہم نوا نہیں۔ ان کے اصول وضوابط دیگر محدثین سے کچھ مختلف ہیں۔ جس کا اقرار خود مولانا صفدر صاحب نے (ص ۹۴ ج ۲) کیا ہے۔ اندازہ کیجیے مولانا صاحب یہاں کس انداز سے حافظ ابن حزم کے منفرد اور اکثر محدثین کے معارض قول کو "ضابطہ" قرار دیتے ہوئے محدثین کے سر مڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ؎

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ان سے سیکھ لے

یہ بات مبنی بر حقیقت ہے۔ کہ مؤلف احسن الکلام مسلک کی کورانہ حمیت میں اس قدر دور جا چکے ہیں۔ کہ کوئی سنجیدہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ صحیح دلائل سے اپنے مسلک کو مدلل کرنا ہر ایک کا حق ہے۔ لیکن شاذ اقوال کو "محدثین کا ضابطہ" قرار دے کر عوام کو دھوکے میں ڈالنا ایک عالم کی شان کے منافی ہے۔

ایک لمحہ کے لیے یہ باور کر لیا جائے۔ کہ "محدثین کا ضابطہ" بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حزم نے اس فہرست میں ابو الزبیر کو شامل کیا۔ لیکن حافظ ذہبی اور حافظ ابن قیم کی عبارتیں ہم نقل کر آئے ہیں۔ کہ خود ابن حزم ابو الزبیر کی معنعن حدیث کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ اسی سلسلہ میں مزید "المحلی" جو ان کی معرکۃ الارا تصنیف ہے۔ کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

اما نحن فلا نصححہ لان ابا الزبیر مدلس مالم یقل فی الخبر انہ سمعہ من جابر الخ (المحلی ج ۷ ص ۳۶۴)

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

"حدیث ابی الزبیر مالم یکن عند اللیث عنہ ولم یقل فیہ ابو الزبیر انہ سمعہ من جابر فلم یسمع من جابر" (المحلی ج ۷ ص ۴۱۹)

یعنی ابو الزبیر مدلس ہے۔ اور اس کی روایت جب تک سماع کی تصریح نہ ہو یا لیث روایت کرنے والے نہ ہوں، صحیح نہیں ہوگی۔ لیجیے خود حافظ ابن حزم ابو الزبیر کے عنعنہ کو صحت کے منافی خیال کرتے ہیں۔ بنا بریں اگر مولانا صفدر صاحب نے ان کے "ضابطہ" کی ہی پابندی کرنا ہے تو قتادہ وغیرہ نہ سہی، کم از کم ابو الزبیر کو مدلس اور اس کے عنعنہ کو منافی صحت تسلیم کر لینا چاہیے۔ ہمیں امید ہے کہ حافظ ابن حزم کے اسی اصول کے مطابق مولانا صاحب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب ابوالزبیر کو مدلس اور اس کے عنعنہ کو منافی صحت تسلیم کرنے میں کسی قسم کا حجاب محسوس نہ نہیں فرمائیں گے۔ اس ضمن میں ہم ان کی خدمت میں یہ گذارش بھی کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر حافظ ابن حزم کا یہ "ضابطہ" آپ کے نزدیک واقعی حقیقت پر مبنی ہے۔ تو پھر لگے ہاتھوں آپ کو "محقق نیموی" کی تردید بھی کر دینا چاہیئے۔ جہاں انہوں نے شعبہ کی روایت کو سفیان ثوری کی روایت سے اس بناپر ترجیح دی ہے۔ کہ سفیان مدلس ہیں علامہ نیموی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ "قلت وعندی وجہ حسن لترجیح روایۃ شعبۃ علی ماوردہ الثوری ..... واما الثوری فکان مدلسا وقد عنعنہ" الخ (التعلیق الحسن ص ۹۸) اندازہ فرمائیے۔ علامہ نیموی کس ذمہ داری سے اسے "بہترین وجہ ترجیح" بیان فرما رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر حافظ ابن حزم کا مذکورۃ الصدر "ضابطہ" صحیح ہے۔ تو اس فہرست میں سفیان ثوری بھی شامل ہیں۔ پھر یہ وجہ ترجیح کہاں تک صحیح ہے۔ محدث مبارک پوری نے علامہ نیموی کے اس انکشاف کی حقیقت ابکار المنن اور تحفۃ الاحوذی میں بیان فرمادی ہے۔ تاہم مولانا صفدر صاحب کی ایسی "جدید تحقیق" بھی طالبین حق کو نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے۔

حافظ ابن حزم کے شاذ قول کو "محدثین کا ضابطہ" قرار دینے کے بعد گویا اس کی تائید و حمایت میں حافظ دارقطنی کی ایک عبارت سے استدلال کرتے ہوئے مولانا صفدر صاحب لکھتے ہیں۔

"ایک سند یوں آتی ہے عن ابی الزبیر عن ابی سعیدؓ الخ
امام دارقطنی لکھتے ہیں "ھذا اسناد صحیح" (دارقطنی ص ۱۳۳ ج ۱)
امام دارقطنی ان کی معنعن کو بھی صحیح کہتے ہیں۔"

(احسن الکلام ص ۲۷۵، ۲۷۶ ج ۱)

جہاں تک سنن دارقطنی کے محولہ صفحہ ۱۳۳ ج ۱ کا تعلق ہے۔ اگر حوالہ کا یہ صفحہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے۔ جب کہ تتبع بسیار کے باوجود سنن دارقطنی میں ابوالزبیر کا اسناد ابوسعید ہماری نظر سے نہیں گذرا تو پھر عرض ہے کہ اولاً یہ روایت عن ابی الزبیر عن ابی سعید نہیں " ابوالزبیر عن سعید بن جبیرؒ کے واسطہ سے ہے۔

ثانیاً۔ سنن دارقطنی میں اسی صفحہ ۱۳۳ پر ابوالزبیر کے واسطہ سے دو روایتیں ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان میں سے ایک میں سماع کی صراحت موجود ہے۔ اور دوسری روایت معنعن ہے۔ اور اسی کے متعلق امام دارقطنی فرماتے ہیں "ھذا اسناد صحیح"

لیکن یہاں بھی حضرت مولانا سرفراز صاحب نے ہاتھ کی صفائی کا کرتب بڑی ہوشیاری سے دکھایا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ "شیخ الحدیث" ایسے بلند منصب پر فائز بزرگ قارئین کو دیدہ دانستہ اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں۔ اگر انہیں استدلال کی ضرورت تھی تو کوئی مفید مطلب مقام تلاش کرنا چاہیئے تھا۔ ایسا حوالہ بجز رسوائی کے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ؎

دونوں عالم سے دل مضطر نے تجھ کو کھو دیا
ہو گئی اس کی بدولت آبرو پانی تیری

گذارش ہے کہ اگر امام دارقطنی نے یہاں ابوالزبیر کی معنعن روایت کو "ھذا اسناد صحیح" کہا تو یہ اصول وضوابط کے مطابق کیا۔ جب کہ ابوالزبیر سے روایت کرنے والے اس سند میں اللیث ہیں۔ چنانچہ اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

"حدثنا عبداللہ بن سلیمان بن الاشعث ثنا عیسیٰ بن حماد ثنا اللیث عن ابی الزبیر عن سعید بن جبیر وطاؤس" (دارقطنی ص ۱۳۳ ج ۱)

اور ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں۔ کہ ائمہ فن اس بات پر متفق ہیں۔ لیث اگر ابوالزبیر سے روایت کریں تو وہ حدیث صحیح ہوگی۔ اگرچہ وہ معنعن ہی کیوں نہ ہو۔ حافظ ابن حجر "نظم اللالی" میں فرماتے ہیں۔ "ومعنعن ابی الزبیر غیر محمول علی الاتصال الا اذا کان من روایۃ اللیث عنہ" الخ (حاشیہ طبقات المدلسین) اسی طرح حافظ عبدالحق فرماتے ہیں:

"انما یؤخذ من حدیث ابی الزبیر عن جابر ما ذکر فیہ السماع او کان عن اللیث عن ابی الزبیر (التعلیق المغنی ھند ص ۴۳)

اسی اصول کا ذکر علامہ الحلبی اور دیگر ائمہ فن نے بھی کیا ہے۔ علامہ المارِدینی نے الجواہر النقی میں بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ اور اس پر حافظ عبدالحق کے کلام سے استدلال کیا ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل ہم نقل کر آئے ہیں۔

بنابریں اگر امام دارقطنی نے اس روایت کے متعلق "اسناد صحیح" کا حکم لگایا ہے۔ تو یہ عین محدثین کے ضابطہ کے مطابق ہے۔ بے ضابطگی کا مظاہرہ تو مولانا صفدر صاحب خود کر رہے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علی وجہ التسلیم اگر کہیں امام دارقطنی نے ابو الزبیر کی معنعن حدیث کے متعلق یہ کہا ہے "ھذا اسناد صحیح" تو اسے معرض استدلال میں پیش کرتے ہوئے کم از کم مولانا صفدر صاحب کو توقف کرنا چاہیئے۔ جب کہ موصوف جرح و تعدیل کے سلسلہ میں امام دارقطنی کا انداز جمہور محدثین سے مختلف بتلاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (احسن الکلام ص ۹۳ ج ۲)۔

نیز امام دارقطنی نے "ھذا اسناد صحیح" کہا ہے "ھذا حدیث صحیح" نہیں کہا۔ دونوں میں فرق بیّن ہے۔ جس کی وضاحت آئندہ آرہی ہے۔

ابو الزبیر کی تدلیس کا دفاع کرتے ہوئے تیسرا جواب مولانا صفدر صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ عبداللہ بن شداد وغیرہ ان کے ثقہ متابع موجود ہیں۔ لیکن کیا متابعت کا صحیح ہونا ضروری نہیں؟

آئندہ ہم انشاء اللہ اس متابعت کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھائیں گے۔ اور بتائیں گے کہ مولانا صفدر صاحب نے امام حاکم اور حافظ ابن حجر کی عبارتوں کو کس ہوشیاری سے غلط پیرائے میں بیان کرکے بات بنانے کی کوشش کی ہے۔

ہماری سابقہ گزارشات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسند احمد کی اس روایت میں جابر جعفی کا واسطہ گرا ہوا ہے، اور اسی وجہ سے فریقِ مخالف کے خاتمۃ الحفاظ اس سند کو قابلِ استدلال نہیں سمجھتے اور اگر اس میں یہ واسطہ تسلیم نہ بھی کیا جائے تو اس میں ابو الزبیر مدلس ہے۔ جو اس روایت کو حضرت جابرؓ سے معنعن بیان کرتا ہے اور اس کا عنعنہ صحتِ حدیث کے منافی ہے، لہٰذا اس روایت کو صحیح کہنا درست نہیں، اور جن بزرگوں نے (مثلاً علامہ ابن قدامہ) اسے "اسناد صحیح متصل" کہا ہے قطعاً صحیح نہیں، وہ دراصل اس علت پر مطلع نہیں ہو سکے، "الحسن بن صالح اور ابو الزبیر" کے اتصال کے جھگڑے میں ایسے الجھے کہ دوسری علل ان کی نظر سے اوجھل رہ گئیں۔ ایسے بھی علامہ شمس الدین ابن قدامہ احتجاجاً روایت نقل کرنے کے بعد عموماً خاموشی سے گزر جاتے ہیں، حالانکہ وہ روایات پایۂ احتجاج استدلال سے ساقط ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ انداز تحقیق محدثین کے نزدیک قطعاً محمود نہیں ہمیں ان کی جلالتِ شان سے اختلاف نہیں، اختلاف ان کے بعض غیر منقح اقوال و آراء سے ہے۔ میزانِ تحقیق میں افراد کو تولا نہیں جاتا اور حق و انصاف کا پہلو چھوڑا نہیں جاتا، جبکہ ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ اس روایت میں جابر کا واسطہ ساقط ہے، ثانیاً ابو الزبیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدلس ہے اور اس کا عنعنہ صحت حدیث کے منافی ہے ۔ محدثین کرام جن میں امام بخاری، امام دارقطنی امام بیہقی، امام ابن عدی، حافظ ابن عبدالبر، حافظ ابن حزم، علامہ ابن جوزی، مجد ابن تیمیہ علامہ النووی، حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر ایسے مسلّم اعیان نے اس کی تصنیف کی ہے بلکہ اس سند کے متعلق فریق مخالف کے خاتمۃ الحفاظ نے بھی اس کے ضعف پر مہر ثبت کی ہے ۔ ان واضح دلائل کے بعد علامہ ابن قدامہ کی بلا دلیل بات کو پیش کرنا محض طفل تسلی . . اور ہٹ دھرمی ہے ۔

رہا علامہ ماردینی کا اس روایت کے متعلق یہ قول کہ "اسنادہ صحیح" یا علامہ ابن ہمام کا یہ فرمان کہ "علی شرط مسلم" تو یہ اقوال اصولی طور پر نہ صحت حدیث پر دلالت کرتے ہیں اور نہ اتصال سند پر، جبکہ سند کا دیگر علل وعیوب سے مبرا ہونا بھی ضروری ہے ۔ چنانچہ علامہ الزیلعی لکھتے ہیں:

"ولو فرض ثقة الرجال لم یلزم منه صحة الحدیث حتی ینتفی الشذوذ والعلة"

(نصب الرایہ ص ۳۴۷، ج ۱)

یعنی اگر سند کے تمام راوی ثقہ بھی ہوں تو اس سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اس کا شذوذ وعلل سے صاف ہونا بھی ضروری ہے ۔

اسی طرح حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

"لا یلزم من کون رجال الاسناد من رجال الصحیح ان یکون الحدیث الوارد به صحیحا لاحتمال ان یکون فیه الشذوذ وعلة" (النکت)

اور اس کے چند اوراق بعد لکھتے ہیں:

"ان الشیخان لم یخرجا من روایة المدلسین بالعنعنة الا ما تحققا انه مسموع لهم من جهة اخری وکذا لم یخرجا من حدیث المختلطین عن من سمع منهم بعد الاختلاط فاذا کان کذلک لم یجز الحکم للحدیث الذی فیه مدلس قد عنعنه او شیخ سمع ممن اختلطه بانه علی شرطهما وان کانا قد اخرجا ذالک بالاسناد بعینه الا اذا صرح المدلس من جهة اخری بالسماع" (النکت ص ۸۸ من مصتمر)

یعنی صحت حدیث صرف راویوں کے ثقہ ہونے پر ہی موقوف نہیں بلکہ سند کا شذوذ وعلل سے مبرا ہونا بھی ضروری ہے اور کسی ایسی سند کو، جس میں کوئی مدلس یا مختلط ہو، محض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس لئے صحیح علی شرط الشیخین نہیں کہا جائے گا۔ اگرچہ اس کی تمام سند بالکل صحیحین کی سند کی طرح ہو۔ کیونکہ صحیحین میں مدلسین و مختلطین کی روایات محمول علی السماع و علی قبل الاختلاط ہیں۔ اس لئے یہ حکم کسی دوسری سند پر نہیں لگایا جا سکتا الا یہ کہ کسی اور واسطہ سے سماع کی صراحت ثابت ہو۔ حافظ ابن حجر نے النکت میں اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی ہے اور متعدد مثالیں ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ دیکھیے اس سند کو بظاہر متحد ہونے کی بنا پر "صحیح علی شرط الشیخین" کہا کہا گیا ہے حالانکہ فی الواقع یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح علامہ ابن عبد الہادی نے "الصارم المنکی" ص ۱۴۱، ۱۷۰ میں بھی اس مسئلہ پر بہت اچھا لکھا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی نیا اور انوکھا اصول نہیں۔ اصولِ حدیث کا طالب علم ان امور سے واقف ہے، اسی لئے ہم ان مثالوں کا ذکر نہ کرنا ہی مناسب خیال کرتے ہیں۔ اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے علامہ ماردینی وغیرہ نے اس سند کے متعلق "اسنادہ صحیح" کا حکم لگا دیا۔ انہوں نے بادی النظر میں یہی دیکھا کہ اسکے راوی ثقہ ہیں لہٰذا اس کی سند صحیح ہے اور چونکہ مسلم میں بواسطہ "ابو الزبیر عن جابر" روایات منقول ہیں۔ اس لئے علامہ ابن ہمام نے یہ حکم لگا دیا کہ یہ علی شرط مسلم صحیح ہے۔ حالانکہ یہ فی الواقع یہ صحیح نہیں۔ جبکہ صحیح مسلم میں مدلسین کا عنعنہ سماع پر محمول ہے اور ان پر دیگر اسانید کو قیاس کرنا غلط ہے۔ ثانیاً انہوں نے خود اعتراف کیا ہے کہ ابو الزبیر کی تدلیس صحت حدیث کے منافی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں:

"ابو الزبیر فیہ کلام لیسیر وھو یدلس فی حدیث جابر ولا یؤخذ من حدیثہ عنہ الا ما صرح فیہ بالسماع او کان من روایۃ اللیث بن سعد عنہ کذا قال عبد الحق وغیرہ" (الجوھر النقی ص ۲۳۵، ج ۲)

علامہ ماردینی کا یہ کھلا اور دو ٹوک اعتراف اس بات کا ثبوت ہے کہ اگرچہ انہوں نے حضرت جابر رضی کی حدیث کے متعلق یہ کہا ہے کہ "اسنادہ صحیح"۔۔۔ لیکن یہ حدیث ان کے نزدیک بھی صحیح نہیں جبکہ ابو الزبیر اس میں معنعن روایت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ علامہ ماردینی کے اس قول کو اگر اس اصولِ مسلمہ پر محمول نہ کیا جائے تو ان کے کلام میں خاصا تعارض اور تخالف پیدا ہو جاتا ہے جسے رفع کرنے کی اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

علامہ ماردینی کا یہ انداز اور طریق تصحیح صرف ابو الزبیر کی سند کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ قتادہ، ابو اسحٰق، اور الاعمش ایسے مدلسین کی تدلیس کے اعتراف کے باوجود انکی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایات پر جا بجا "اسنادہ صحیح" کا حکم لگاتے ہیں۔ ضرورت محسوس ہوئی تو ان شاء اللہ اس سلسلے میں ہم متعدد مثالیں پیش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جسے عقل سلیم، فہم ثاقب اور انصاف کا معمولی حصہ بھی عطا کیا ہوگا اس نے ہماری ان گزارشات سے اندازہ کر لیا ہوگا کہ حضرت جابرؓ کی یہ روایت بایں سند ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہے۔ جابر جعفی کا واسطہ تسلیم نہ بھی کیا جائے تو بھی ابوالزبیر اس میں مدلس ہے اور اس کا عنعنہ صحتِ حدیث کے منافی ہے جس کا اعتراف علامہ ماردینی اور دیگر ائمہ احناف نے بھی کیا ہے کوئی شخص کورانہ تقلید کی قسم کھا کر بیٹھ گیا ہو تو ممکن ہے اس سلسلہ میں وہ مولانا صفدر صاحب کے اعتراضات کو اٹل سمجھے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص دیانتداری سے ان امور کا تنقیدی جائزہ لے، وہ یہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکتا کہ مولانا صفدر صاحب کے یہ دلائل کس قدر بے وزن اور حقائق کے خلاف ہیں۔

جہاں تک اس بحث میں ابوالزبیر کی تدلیس کا تعلق ہے اسے آپ پڑھ چکے ہیں۔ لیکن یہاں ہم مزید دو باتوں کا ذکر کرنا مفید سمجھتے ہیں۔

۱۔ مولانا صفدر صاحب نے ابوالزبیر کی تدلیس کا دفاع کرتے ہوئے حافظ ابن حزم کے شاذ قول کو "محدثین کا ضابطہ" قرار دیا جس کی حقیقت آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہمیں اب مولانا صفدر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے اور قارئین کرام کو یہ بتلانا ہے کہ جناب اگر اس کی بجائے علمائے احناف کے اصول کا سہارا لیتے تو یقیناً یہ ان کے لیے مفید ثابت ہوتا۔ وہ اصول کونسا ہے۔ مولانا ظفر احمد تھانوی صاحب کے "حقیقت پسندانہ" الفاظ میں پڑھیے، فرماتے ہیں۔

"قلت فان کان المدلس من ثقات القرون الثلاثۃ یقبل کالرسالہ مطلقا وان کان ممن دون ھؤلاء نفیہ تفصیل قد مر عن قریب"

(انہاء السکن ص ۴۰)

مولانا صفدر صاحب کے لیے مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اس "گرانقدر" اصول کا سہارا لیتے جو ان کے لیے یقیناً مفیدِ مقصد ثابت ہوتا، لیکن چونکہ انھوں نے اسے بیان نہ کرنے میں عافیت سمجھی ہے، اس لیے ہم بھی حقِ تبصرہ محفوظ رکھتے ہیں، اور اگر یہ اصول علمائے احناف کا متفقہ نہیں تو پھر کسی ذمہ دار حنفی بزرگ کو اس کی تردید کر دینی چاہیے۔

۲۔ دوسری بات جو ہم عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ حافظ ذہبی نے (بقیہ بر ۳۶)

© rasailojaraid.com